# اصولئین و اخبارئین

## حقیقت کیا ہے

؟

تحقیق:
الفقیہ الحکیم السید محمد احسن زیدی مجتہد، (ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس)

www.insaaniat.org

# اصولئین و اخبارئین ۔

## حقیقت کیا ہے۔ فیصلہ قارئین خود کریں۔

قرآن کریم اوراحادیث میں واضح طور پر آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلی مخلوق اور باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں ۔آپ خداوند عالم کا وہ وسیلہ ہیں جس کے تعارف سے تعارفِ خداوندی ہوا۔جس کی صفات میں صفات اللہ نے ظہور کیا۔آپؐ ہی اولین مسلم اور عابد ہیں ۔آپؐ علوم خداوندی کے خزانہ ہیں ۔آپؐ ہی کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر تمام مخلوق کی تخلیق ہوئی ہے۔آپؐ رسولؐ مطلق ہیں ۔ باقی انبیاء علیہم السلام رسالت محمدیؐ کی تمہید اور آپ ہی کے ظہور کیلئے نوع انسان کو تیار کرنے والے تھے۔انہوں نے قرآن کریم ہی کی ابتدائی اقساط کی تعلیم دی تھی ۔آپؐ کا نورانی وجود ہر نبیؑ کے ساتھ بطور مصدق اور نگران رہتا چلا آیا۔آپؐ ہر سابقہ امت کے اعمال پر شاہد رہے۔آپؐ ہی تمام مخلوق کو اللہ کی ہدایات واحکام سے روشناس کرانے کا ذریعہ ہیں ۔ملائکہ ہوں یا جنات ،انسان ہوں یا حیوانات،نباتات ہوں یا جمادات، پہاڑ ہوں یا ذرات،گرمی سردی ہو یا برسات، دن ہوں یا رات، یہ زمینیں ہوں یا سماوات،حوادث ہوں یا آفات،الغرض یہ پوری کائنات اوراس میں تمام غائب ومشہود موجودات آپؐ ہی کے توسط سے باقی ہیں ۔آپؐ ہی کے ذریعہ سے نتیجہ خیز ہیں ۔انہیں جوملا ہے یا ملتا ہے۔وہ آپؐ ہی کے وسیلے سے ملتا ہے۔آپؐ کو تمام موجودات سے ربط قائم رکھنے کے لئے اللہ نے انتظام کیا ہے۔ یہ پوری کائنات سمیٹ کر آپؐ کی نگاہ کے روبرو رکھ دی گئی ہے ۔آپؐ خداوندعالم کے علوم کا ذخیرہ ہیں ۔ جو کچھ ہوا، جو کچھ ہورہا ہے اور آئندہ جو کچھ ہونیوالا ہے اُس سے آپؐ کو مطلع رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے ۔آپؐ کو دیکھنا خدا کو دیکھنا ہے۔آپؐ کے ہاتھ خدا کے ہاتھ ہیں ۔آپؐ کا عمل آپؐ کا قول اللہ کا قول وفعل ہے۔آپؐ کی خوشنودی اللہ کی خوشنودی ہے۔آپؐ کا رنج وافسوس آپؐ کا غیظ وغضب الغرض ہر جذبہ خداوندعالم سے منسوب ہے۔آپؐ کی کتاب قرآن کریم آپؐ کے علوم کی مکتوبی صورت ہے۔جس طرح آپؐ پوری کائنات اور اللہ کی تمام توانائی اور قدرت وصفات کا سمٹا ہوا نمونہ ہیں ۔اسی طرح قرآن کریم علوم واحکام واعمال کی تمام تفصیلات کا حامل ہے۔ ہر وہ چیز جو بنی نوع انسان کی ارتقائی ترقی کے لئے درکار ہے،قرآن میں موجود ہے۔ قیامت تک انسان کی ہر احتیاج اور ان کا تدارک اس قرآن میں بتا دیا گیا ہے۔اس کے احکام وہدایات تمام انسانوں کو آنخضرتؐ اور آپؐ کے تیار کردہ جانشینوں آئمہؑ معصومین کے ذریعہ سے حاصل کرنا ہونگے ۔چونکہ یہ کتاب قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی ضروریات اور ترقی کے احکامات کی حامل ہے۔اس لئے عوام الناس اس میں سے صرف اسی قدر حاصل کرسکتے ہیں ۔جواُن کے لئے مقرر ہے۔ ہر زمانہ اور ہر طبقہ کا آدمی ان سے فائدہ اٹھاسکتا ہے۔لیکن مجموعی علم اور مرکزی تعلیمات کے لئے ہر شخص جانشینِ رسولؐ اور نائبِ خداوندی امام زمانہؑ کی ہدایات حاصل کرنے پر مامور ہے۔ چونکہ وہؑ قرآن کا مکمل عالم ہے اور اس علم کی وجہ سے ساری کائنات پر نظر رکھتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اپنے فہم وفراست پر جانشین رسولؐ امام زمانہؑ سے تصدیق حاصل کرے اور اپنی عقل وفہم کو اُنؑ کے بتائے ہوئے راستے پر چلائے اور رسولؐ کی طرح سوفیصد امامؑ وقت کی اتباع کرے ۔رسولؐ اور امامؑ کے حکم یا فیصلے میں اپنی بصیرت یا تجربے کو داخل کئے بغیر بلاچوں وچرا عمل کرتا اور کامیاب ہوتا رہے۔جو شخص قرآن سے استفادہ کیلئے رسولؐ یا آئمہ معصومین کو وسیلہ نہ بنائے اس کے گمراہ ہوجانے کا ہر وقت یقین ہے۔ قیامت تک قرآن کریم اور صاحبؑ قرآن ساتھ ساتھ رکھے گئے ہیں ۔اس لئے تنہا اپنی بصیرت سے قرآن کو راہ نما بنانے والا قدم قدم پر غلطیوں میں مبتلا ہوگا۔لہٰذا مذہب شیعہ کے مطابق ہر حکم اور ہر فیصلہ قرآن وحدیث اور امامؑ زمانہ کے حکم کے ماتحت کیا جائے گا۔اپنی عقل وبصیرت، تجربہ ومحنت اس کام پر صرف کئے جائیں گے کہ امام زمانہؑ کی رضامندی حاصل کی جائے ۔جو حکم دیا جائے گا وہ پورے قرآن اور تمام احادیث کے خلاف نہ ہوگا۔کوئی ایسا مفہوم اختیار نہ کیا جائے گا جس پر ایک آیت یا کوئی ایک حدیث چشم نمائی کرتی ہو،اور اس کے بعد امامؑ زمانہ کی تائید وتصدیق حاصل ہو۔ان شرائط سے خالی احکام کی تعمیل کسی پر واجب نہیں ۔ایسے احکام سے فتنہ وفساد لازم ہے۔رسولؐ اور آئمہؑ معصومین سے خطا اور غلطی کا ہوجانا ناممکن ہے،لہٰذا کسی انسان کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی بھی عذر کے ماتحت انؑ کی کسی بات کا انکار کرے یا انؑ کے فرمان میں اصلاح کی گنجائش نکالے یا کسی حکم کو معطل کرے۔ علمائے شیعہ زمانہ غیبت امام زمانہ علیہ السلام تک اسی طریقہ پر عمل کرتے چلے آئے ہیں ۔لیکن تیسری صدی کے اختتام پر ایک نئی طرز فکر وقیادت

نے خودتراشیدہ اصول وقوانین وضع کر کے اختیار کر لئے۔انہی اصولوں کی بناپر اپنے لئے اصولئین کہلوانا پسند کیا اور جو علماء اپنے قدیم اصولوں پر کاربند رہے ان کا نام اخبارئین رکھ دیا گیا۔اور پھر قارئین کیلئے ان اختلافات سے متعلق معلومات فراہم کئے بغیر یعنی عدل وانصاف کے تقاضے پورے کئے بغیر طعن وتشنیع اور کیچڑ اُچھالنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا اور یہ سلسلہ لگاتار جاری ہے۔

جناب الشیخ عبداللہ بن صالح السماهيجى البحراتى نے اپنی کتاب منية الممارسين میں نہایت مختصرانداز میں وہ موٹے موٹے اختلافات اور فرق لکھے ہیں جو اصولئین (یعنی اصول فقہ کے پابند مجتہدین) اور اخبارئین (یعنی محدثین، آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے پیرو) علماء میں موجود تھے۔پھر جناب علامہ محمد باقر موسوی خوانساری مجتہد نے ان چالیس عدد اختلافات کا خلاصہ اپنی کتاب روضات الجنات فی احوال علماء والسادات کے صفحہ ۳۶ باب الهمزه کے تحت لکھا ہے۔ہم قارئین کی سہولت کے لئے اردو میں مفہوم لکھتے جائیں گے تاکہ دونوں قسم کے طرز فکر جداجدا معلوم ہوتے جائیں۔اور جنھیں باقاعدہ عربی عبارت کی ضرورت ہو ان کا بھی کام ہوتا جائے۔اور ان اختلافات میں ضروری وضاحت لیکن تفصیلاً تبصرہ کئے بغیر فیصلہ بھی قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

چنانچہ ملاحظہ ہو کہ اخبارئین یعنی محدثین میں اور اصولئین یعنی مجتہدین میں کیا فرق ہے؟۔

**(1) اِنّ المجتهدون يُوجبون الاجتهاد عَينًا وتخيّرًا۔والاخباريون يُحَرِّمُونَهُ ويُوجبون الاخذ بالرواية عن المعصوم عليه السلام.**

مجتہدین اجتہاد کو بالکلیہ یا ذرا سے اختیار کے ساتھ واجب قرار دیتے ہیں۔لیکن اخباری یعنی شیعہ محدثین کے نزدیک اجتہاد حرام ہے۔وہ قول معصومؑ کو نافذ کرنا واجب قرار دیتے ہیں۔

**(2) اِنهم يقولون اِنّ الادلة عند نا الاربعة الكتاب والسنة والاجماع ودليل العقل ۔والاخباريون لا يقولون اِلاّ بالاوّلين بل بعضهم يقتصر على الثانى .**

مجتہدین کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک شرعی دلیلیں چار ہیں ۔ کتاب ۔ سنة ۔ اجماع ۔دلیل عقلی۔اخبارئین کے نزدیک کتاب وسنت ہی دلیل شرعی ہے۔ اور ان میں سے بعض نے تو سنة ہی کو سب کچھ سمجھا ہے۔

( قارئین نوٹ کریں کہ ہمارے بعض علماء قول معصومؑ کو ہر چیز پر قاضی سمجھتے ہیں۔اس لئے کہ قول رسولؐ ہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کلام آیت ہے یا کلام اللہ ہے۔اگر وہ نہ بتاتے تو انسانوں کے پاس عقل واجماع وغیرہ کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا۔جس سے قرآن کو قرآن سمجھا جاتا۔پھر اللہ نے قرآن کو قول رسولؐ کریم فرمایا ہے۔اس لئے کہ قرآن رسولؐ اللہ کے منہ سے نکلا ہے۔نہ نکلتا تو قرآن نہ بنتا چنانچہ جنہوں نے قرآن کو قرآن بنایا اور قرآن کی عظمت قائم کی۔وہ رسولؐ اور قول رسولؐ یعنی حدیث ہے۔اور قرآن کا جو مفہوم معصومؑ بیان کرے اس کے خلاف آیت لانا یا قرآن سے دلیل اختیار کرنا باطل ہے )۔

**(3) اِنّهم يجوزون العمل بالظّنون فى نفس الحكم الشرعى ۔والاخبار يون لا يعولون اِلّاعلى العلم۔ اَلآء اِنّ العِلم عند هم قطعى واقعى وعادىّ واصلى وهُوَ ماوصل عن المعصومؑ ولم يجز فيه الخطا عادة۔**

مجتہدین حکم شرعی میں قیاس اور گمان پر بھی عمل کرنا جائز سمجھتے ہیں۔اور اخباری علماء ظن پر عمل ناجائز سمجھتے ہیں۔وہ عمل کا انحصار قطعی اور واقعی نیز عادی اور اصلی علم پر رکھتے ہیں۔اور ایسا علم حقیقی ان کے نزدیک قول معصومؑ سے حاصل ہوتا ہے۔جس میں غلطی کا امکان عادتاً نہیں رہتا ہے۔

**(4) اِنّهم ينوّعون الاحاديث اِلىَ اْلاَربعة المشهورة مختارة اهل الخلاف۔والا خباريون اِلىٰ صحيح وضعيف۔**

مجتہدین احادیث کی وہی چار اقسام بناتے ہیں جو اہل خلاف کے یہاں اختیار کی گئی ہیں۔لیکن اخباری علماء صرف صحیح اور ضعیف دو قسم مانتے ہیں۔

**(5) انهم يفسّرون الاربعة بما ذَكَرُوُهُ والاخباريون يفسرون الصحيح بالمحفوف بالقرائن التى توجب العلم بالصدور عن المعصومؑ والضّعيف بماعدا۔**

مجتہدین حدیث کی چار قسموں کی تفسیر بالکل اہل خلاف کی طرح کرتے ہیں۔لیکن اخباری صحیح حدیث اسے کہتے ہیں۔جس سے وہ تمام ثبوت مل جائے جس سے

معصومؑ کا فرمان علم عطا کرتا ہو اور ضعیف اس کے خلاف سمجھی جاتی ہے۔

(6)اِنّھم یحصرون الرعیّۃ فی صِنفَینِ مجتھد و مُقَلِّد۔ والاخباریون یقولون الرعیّۃ کُلّھا مُقَلِّدۃ لِلْمَعْصُوم وَلاَ یجوزلھم الرجوع اِلَی المجتھد بغیر حدیث صحیح صریح۔

مجتہدین ساری پبلک کو دو حصوں میں بانٹتے ہیں۔ایک وہ جو مجتہد ہوں۔ دوسرے وہ جو مجتہد کی اتباع یا تقلید کرنے والے ہوں۔مگر اخباری کہتے ہیں کہ پبلک ساری کی ساری خواہ علماء ہوں یا عوام ہوں سب کو معصومؑ کی اتباع یا تقلید واجب ہے۔اور پبلک کے لئے جائز نہیں ہے۔کہ وہ کسی مجتہد سے رجوع کریں۔سوائے اس کے کہ وہ واضح اور صحیح حدیث کا حکم سنائے۔

(7)اِنّھم یوجبون تحصیل درجۃ الاجتھا د فی زمان الغیبت والاخذ عن المعصوم فی زمن حضورہ والاخباریون یوجبون الاخذ عنہُ مطلقًا وان کان بالواسطۃ۔

مجتہدین زمانہ غیبت میں مجتہد بن جانا واجب قرار دیتے ہیں اور جب امامؑ موجود ہو تو اجتہاد کے بجائے امامؑ سے حکم حاصل کرنا لازم قرار دیتے ہیں۔لیکن اخباری علماء ہر حال میں امام معصومؑ سے احکام لینا واجب کہتے ہیں۔خواہ احکام براہ راست ملیں یا بالواسطہ ملیں۔(مگر امام معصومؑ سے ملیں۔مجتہد سے نہیں)۔

(8) انھم لایجوزون لاحدالفتیا وَلاَ سائرالامور الحسیّۃ الامع اجتھاد ۔والاخباریون یجوّزونھا لِلرّواۃ عن المعصومؑ المطلّعین عَلٰی احکامِھم۔

مجتہد کسی معاملے میں کسی غیر مجتہد کو فتویٰ دینے کا مجاز نہیں سمجھتے۔لیکن اخباری علماء ہر اس شخص کو فتویٰ دینے کا حق دیتے ہیں جو معصومؑ سے روایت لیتا ہو اور معصومین علیہم السلام کے احکام پر مطلع ہو۔ یعنی جس کو جس قدر صحیح معلوم ہے وہ اسی قدر دوسروں کو بتا سکتا ہے۔یعنی حکم معصوم علیہ السلام پہنچاتا ہو۔

(9) انھم یقولون اِنَّ المجتھد المطلق عالم بجمیع احکام الدین بالملکۃ ۔والاخباریونَ یقولون لاعالم بجمیع احکام اللّٰہ اِلاَّ المعصوم۔

مجتہدین نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے۔کہ ایک مطلق مجتہد دین کے تمام احکام پر اپنے ملکہ کی بنا پر مطلع اور تمام احکام کا عالم ہوتا ہے۔لیکن اخباری علماء کا یہ یقین ہے۔کہ دین کے احکام کا کوئی ایک شخص کلی طور پر عالم نہیں ہو سکتا سوائے امامؑ معصوم کے۔(یعنی عالم وہ ہوتا ہے جو کسی حیثیت اور کسی مقدار میں جاہل نہ ہو۔ ہمہ گیر علم معصومؑ کے سوا کسی اور کے لئے ناممکن ہے۔اور ایسا دعویٰ بداھۃً باطل ہے)۔

(10) انھم یشترطون فی درجۃ الاستنباط علومًا شَتّٰی اَھَمَّھَا عند ھم علم اصول الفقہ۔ والاخباریون لا یشترطون اِلَّا المعرفۃ بالا صطلاحات اھل بیت العصمۃ مع معرفۃ کون الخبر غیر معارض بِمثلہٖ وَلَایجوّزون الرجوع۔

مجتہدین اجتہادی احکام کو اخذ کرنے کے لئے کئی ایک علوم کے جاننے کی شرط لگاتے ہیں۔ان میں سب سے اہم علم اصول فقہ ہے۔لیکن اخباری علماء کا کہنا یہ ہے ۔ کہ ہر وہ شخص احکام اخذ کر سکتا ہے جو آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی اصطلاحات اور انداز کلام پر مطلع اور ان احادیث سے واقف ہو جن میں بظاہر نظر اختلاف یا معارضہ نظر آتا ہے۔اور اخباری علماء یہ جائز نہیں رکھتے کہ کوئی شخص علم اصول فقہ کو اختیار کرے اس لئے کہ علم اصول فقہ تو شیعہ لیبل کے مجتہدین نے اہل سنت علماء کی کتابوں میں سے لئے ہیں۔(الی الاصول الما خوذۃ عن کتب العامۃ)۔

(11)انھم یعملون فی مقام الترجیح بین الاخبار التعارضۃ بکل ماوجب الظن الاجتھادی والاخباریون لا یعملون اِلّابالمرجّحات المنصوصۃ عنھم۔

مجتہدین کو جہاں بھی دو حدیثوں میں معارضہ نظر آئے وہاں ہر وہ طرز عمل اختیار کر لیتے ہیں جس سے انہیں اجتہادی ظن حاصل ہو جائے اور اس طرح ایک حدیث کو نظر انداز کر کے دوسری کو اختیار کر لیتے ہیں۔مگر اخباری ایسے تمام مواقع پر آئمہ علیہم السلام کی طرف سے واضح احادیث کو ترجیح دیتے ہیں اور دوسری کو بھی رد نہیں

کرتے ہیں۔

(12)انهم يعملون بجميع ظواهر الالفاظ المظنونة الدلالة عندهم من الكتاب والسنة وَ بالعمومات والاطلاقات المستفادة منها بحكم المظنّة مثل عموم اوفوابالعقود الخ ۔ والا خباريونَ لايعملون اِلّا بما هو مقطوعة الدلالة عندهم من الايات المحكمة والاحاديث الصريحة الغير المشتبة حالها۔

مجتہدین قرآن اور حدیث کے ظاہری الفاظ سے جس جس چیز کی ظنی دلیل مل جائے اور عمومی صورت کے تمام پہلوؤں میں سے کوئی بھی مفید پہلو نظروں میں سما جائے اس پر بناء کر کے ظنی احکامات اخذ کر کے نافذ کر دیتے ہیں۔لیکن اخباری علماء ہرگز کسی چیز پر اس وقت تک عمل کی اجازت نہیں دیتے۔جب تک انہیں محکم آیات اور احادیث سے قطعی اور صریحی حکم نہ ملے۔جس میں کسی قسم کا بھی شک وشبہ ہو وہ اسے اختیار نہیں کرتے۔

(13)اِنّ الغالب منهم يقولون بقاعدة التسامح فى ادلة السنن والكراهة والاخباريون لا يفرقون بين الاحكام الخمسة۔

مجتہدین کی اکثریت سنّتی احادیث میں بھول چوک اور ہر گڑ بڑ کی قائل ہے۔لیکن اخباری علماء پانچوں احکام میں کوئی فرق نہیں کرتے ہیں۔

(14)اِنَّ اغلبهم لا يجوزون تقليد الميت ولكن الاخباريون يجوزونه ويقولون ذهبت العامة الى العمل بالظّن المتعلق بنفس احكامة تعالىٰ اوبعدمها ۔ وَالىٰ دوام العمل بظنون اربعة من مجتهديهم دون غيرهم من مجتهدين الاقدمين والمجتهدون مِنّا وافقوا العامة فى المقام الاول وخالفو هم فى مقام الثانى فقالوا قول الميت اى ظنَّه كالميت مع انّ الحق لا يتغيّر بالموت والحيوٰة۔ واِلّافيلزم احد امرين اماالاعتراف بان مظنونات المجتهدين كانت من قبل انفسهم وليست من شريعة محمد صلى الله عليه وسلم اوالا لتنرام بانّ حلاله وحرامه لا يستمران اِلىٰ يوم القيٰمة مع انّه من جمله ضروريات هذا الدين۔

مجتہدین کی غالب اکثریت مرجانے والے مجتہد کا اتباع اس کے مقلدیں پر جائز نہیں سمجھتی ہے۔لیکن اخباری علماء کا کہنا ہے کہ وہ لوگ اس انکار سے اس بات کا اقرار کر لیتے ہیں کہ اس مرنے والے کے تمام احکام ظنی قیاسی اور اس کی ذاتی بصیرت پر منحصر تھے۔وہ مر گیا تو وہ احکام بھی مر گئے۔لیکن اخباری علماء تو خالص قرآن وقول معصومؑ سے اپنے احکام نافذ کرتے ہیں۔لہٰذا عالم مرے یا زندہ رہے۔اس کی موت وزیست سے شریعت کے مستقل احکام میں تغیر پیدا نہیں ہوتا۔لہٰذا ہر حال میں عمل جائز ہے۔اسلئے کہ شریعت محمدؐ یہ زندہ ہے۔یہ اجتہادی طریقہ اہل خلاف کے یہاں کا ہے جو یا تو حکم خداوندی میں قیاس اور ظن کو داخل کر کے احکام گھڑ لیتے ہیں یا بلا حکم خداہی حکم جاری کرتے رہتے ہیں۔انہوں نے اپنے اولیں چار مجتہدوں کے احکام کی مستقل اتباع وتقلید جاری کر دی تھی جو برابر جاری ہے۔یعنی امام ابوحنیفہ۔امام مالک۔امام احمد بن حنبل اور امام شافعی تو مر گئے۔مگر ان کے ظنی وقیاسی احکام کی تقلید برابر جاری ہے۔مگر ہمارے مذہب کا لیبل لگانے والے مجتہدین نے اہل خلاف کی پیروی میں پہلی بات تو اختیار کر لی اور دوسری بات میں ان کی مخالفت کی یعنی احکام تو ان کی پیروی میں قیاس اور ظن ہی کے مطابق دئے مگر تقلید میّت میں ان کی پیروی نہ کی۔(چنانچہ شیعہ نام کے مجتہدین کو دو باتوں میں سے ایک تو ماننا ہی پڑیگی یا تو وہ یہ مانیں کہ ان کے ظنی مسائل ان کے وجود سے بھی پہلے موجود تھے۔یا یہ مان لیں کہ محمدؐ کی شریعت کا حلال وحرام قیامت تک باقی رہنے والا نہیں ہے)۔

(15)انهم يجوزون الاخذبظاهر الكتاب بل يرجحّونَهُ علىٰ ظاهر الخَبَرِوالاخباريون لايجوزون الاخذ الا بما ورد تفسيره عنهمؑ۔

مجتہدین اپنے طریقہ کے مطابق کتاب کے ظواہر احکام سے اپنا کام چلانا جائز سمجھتے ہیں اور اس طرح قرآن کے جو ظاہر معنی لیتے ہیں انہیں واضح احادیث پر ترجیح دے کر حدیث کو رد کر دیتے ہیں مگر اخباری علماء قرآن سے اس صورت میں مسائل اخذ کرتے ہیں جب کہ معصومین علیہم السلام کی طرف سے تفسیر حق بجانب ہو۔

(16)اِنهّمُ يعتقدون كون المجتهدمَثاباًان اخطا والاخباريون يقولون بل هو ماثومٌ مطلقا اذا حكم فى الشى بغير خبر صحيح۔

مجتہدین کا عقیدہ یہ ہے کہ مجتہد غلطی کرنے کے بعد بھی اجر وثواب پاتا ہے۔لیکن اخباری علماء کا قول ہے کہ اگر صحیح وصریح حدیث کے بغیر حکم دیا گیا ہے خواہ صحیح ہو یا

غلط وہ گنہگار ہے۔

(17) انھم لا یجوزون اخذ العقائدمن القرآن والاخبار الاحاد بخلاف الاحکام الفرعیة والاخباریون یقولون بعکس ذلک۔

مجتہدین یہ جائز نہیں سمجھتے کہ قرآن کریم اوراحادیث کی قسم احاد سے عقائد اختیار کئے جائیں حالانکہ فروعی احکام ان سے اخذ کرتے ہیں۔مگر اخباری علماء قرآن سے اور حدیث سے عقائد اختیار کرنا جائز رکھتے ہیں۔وہ احاد وغیرہ اقسام کے قائل ہی نہیں ہیں۔

(18)انھم یجوزون الاختلاف فی احکام الاجتھادیة وَلا یخطاؤن من یقول بخلاف الواقع فی مسائل الفروعیة۔ والا خباریون لَا یجوزون ذلک ویفسقون من قال بالخلاف۔ وان وافق المتقاده بِمقتضٰی اجتھاده۔

مجتہدین اجتہادی مسائل میں ہر اختلاف کو جائز قرار دیتے ہیں۔اور جو کوئی کسی مسئلہ کے بیان کرنے میں حقیقت واقعی کے خلاف بھی حکم دے دے اُسے خطا کار نہیں سمجھتے۔یعنی اگر اللہ ورسوؐل کے علم میں کوئی چیز حلال ہے۔تو مجتہد اسکے حرام ہونے کا فتویٰ دینے کے بعد بھی خطا کار و گنہگار نہیں ہے۔ بلکہ اجر وثواب کا مستحق ہے۔لیکن اخباری علماء اس قسم کا خلاف واقع فتویٰ دینے والوں کو فاسق کہتے ہیں۔

(19)انھم لا یجوزون الرجوع اِلٰی غیر المعصوم فیما خَفِی نصّه۔ والاخباریون یجوزون طلب الحدیث وَلَوُ من عامی۔

مجتہدین کو اگر واضح حدیث نہ ملے تو وہ غیر معصوم سے حدیث نہیں لیتے۔مگر اخباری علماء حدیث معصومؑ جہاں سے بھی ملے لے لیتے ہیں۔خواہ راوی اہلسنت یا جاہل ہی کیوں نہ ہو۔اس لئے کہ وہ تو بلا آیت اور حدیث کے احکام دیتے ہی نہیں ہیں۔لہٰذا طلب حدیث انکی دینی ضرورت ہے۔

(20)انھم لا یجوزون المصیر الی القول الشاذ الذی لاقائل به وان کان علیه دلیل واضح ۔والاخباریُون یتبعون الدلیل دون القائل۔

مجتہدین ایسی حدیث کو شاذ کہتے ہیں جس کے راوی کا نام معلوم نہ ہو۔اور ایسی حدیث میں خواہ کیسی ہی قوی دلیل موجود ہو اسے اختیار کرنا نا جائز سمجھتے ہیں۔لیکن اخباری علماء دلیل معصومؑ کو اختیار کرنے اور اتباع کرنے میں نام کی پرواہ نہیں کرتے۔

(21)اِنّھُم لَا یطلقون الثقّة اِلّاعَلَی الا مامی العادل الضابط۔ والاخباریون یکتفون فی الوثاقة بالمامونیة من الکذب۔

مجتہدین صرف اس شیعہ کو قابل اعتبار سمجھتے ہیں جو عادل اور ضابطہ کا پابند ہو۔مگر اخباری علماء ہر اس شخص کو حدیث بیان کرنے میں قابل اعتماد سمجھتے ہیں جو جھوٹ سے محفوظ ہو۔

(22)انھم یقولون بوجوب اطاعة المجتھد مثل الاما م۔ والاخباریون لایوجبو نھا۔

۔''مجتہدین اپنی اطاعت کو امامؑ کی طرح واجب قرار دیتے ہیں۔لیکن اخباری مجتہد کی اطاعت کو واجب نہیں کہتے''۔

(23)انھم لایعتقدون صحة الکتب الاربعة بجملة ماکان فیھا بخلاف الخبارئیین۔

مجتہدین حدیث کی چاروں کتابوں کو صحیح نہیں مانتے۔مگر اخباری علماء ان کی صحت پر اعتقاد و عمل رکھتے ہیں۔(روضات الجنات صفحہ ۳۶ و ۳۷)

تحقیق: الفقیہ الحکیم السید محمد احسن زیدی مجتھد

ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس